اعضاء کی پیوندکاری، مذاہب اربعہ اور امامیہ کی نظر میں

مترجم: سید حسنین عباس گردیزی*
Hasnain.gardezi@gmail.com

کلیدی کلمات: عضو کی پیوندکاری، شیعہ، شافی، مالکی، حنفی، حنبلی

خلاصہ

اعضاء بدن کی پیوندکاری کا مسئلہ موجودہ شکل میں پہلے ادوار میں کبھی پیش نہیں آیا تھا۔ البتہ اس موضوع کی بنیادیں ہماری فقہی کتب اور دینی متون میں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر قصاص میں کٹے ہوئے کان کو دوبارہ جوڑنے اور گرے ہوئے دانت کو دوبارہ لگانے کے بارے میں منقولہ روایات کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح سے دینی کتب سے اخذ کئے گئے کلی قواعد اور اصول جیسے ''علینا القاء الاصول وعلیکم التفریع'' سے مذکورہ مسئلے میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

یہ مقالہ دو حصوں پر مشتمل ہے اور ہر ایک کی تین فیصلیں ہیں مقالہ نگار نے ہر فصل میں پہلے مختلف مذاہب کے علماء اور فقہاء کے اقوال کو ان کے دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے پھر ان کا تجزیہ تحلیل کرتے ہوئے ان پر تنقید اور تبصرہ کیا ہے۔

مقدمہ

اسلام ایک کامل دین ہے، اس کی شریعت تمام زمانوں اور علاقوں کے لیے ہے اور ہمہ گیر ہے۔ اس کی اسی خصوصیت کی بنا پر اپنی پوری تاریخ میں تغییر اور تبدیلی سے شریعت اسلام محفوظ رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ''حلال محمد حلال الی یوم القیامة وحرامه حرام الی یوم القیامة'' (1) دوسری طرف یہ امر بھی مسلم ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی سوچ اور فکر میں جدید اور نئے مسائل جنم لیتے رہے ہیں، جن کا جواب اسلامی فقہ کو دینا چاہیے اور جدید مسائل کے حل کے لیے اسے کمر ہمت باندھنی چاہیے۔ یہ تحریر اسی کوشش کا نتیجہ ہے جس میں ایک جدید اور درپیش مسئلہ پر اسلامی مذاہب کے نقطۂ نظر سے تحقیق کی گئی ہے۔

حصہ اوّل: کسی عضو کی صاحب عضو کے بدن میں پیوندکاری

فصل اوّل: <u>بدن کے کسی جدا شدہ یا کٹے ہوئے عضو کو دوبارہ اس بدن سے جوڑنا (پیوندکاری کرنا)</u>

کبھی کسی حادثے کے نتیجے میں انسان کے جسم کا کوئی عضو کٹ جاتا ہے، کبھی انسان کی ہڈی چورہ چورہ ہو جاتی ہے یا بدن کے جل جانے کی صورت میں انسان کے بدن کا کچھ حصہ کاٹ دیا جاتا ہے۔ کیا وہ شخص اپنے جدا شدہ اعضاء کو دوبارہ اپنے جسم سے پیوند کر سکتا ہے اور اپنے جسم کے نقص کو بر طرف کر سکتا ہے۔ یعنی کیا شرعی لحاظ سے یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

فقہاء کے اقوال:

شیعہ فقہاء۔ غیبت صغریٰ کے دور کے نزدیک اور اس سے بعد والے (فقہا) ''قصاص طرف'' کے مسئلے میں جدا شدہ عضو کی پیوندکاری کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ ان کے دلائل میں سے ایک 'عضو' کی نجاست ہے (2) جہاں تک جدا شدہ عضو کی نجاست کا تعلق ہے تو وہ صرف قصاص

---

*۔ یہ مقالہ مجلہ "طلوع، پائیز ۱۳۸۵، شمارہ ۱۹ سے لیا گیا ہے جس کا ترجمہ محترم مدرس جامعۃ الرضا ومدیر اعلیٰ مجلہ نور معرفت، (بارہ کہو اسلام آباد) نے کیا ہے۔

کے مسئلے سے مربوط نہیں ہے۔ پس یہ کہا جاسکتا ہے قدماء کے نزدیک کٹے ہوئے عضو کی اسی بدن میں پیوند کاری جائز نہیں ہے خواہ قصاص میں ہو یا قصاص کے علاوہ، مثلاً قاضی بن برّاج فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص کسی کے کان کو کاٹ دے پھر مجروح فوراً اس کان کو اپنی مقام پر جوڑ دے اس صورت میں واجب ہے کہ اس کان کو الگ کیا جائے اور اس (پیوند شدہ) عضو کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے کیونکہ بغیر ضرورت کے خارجی نجاست جسم کے ہمراہ ہے۔" (3)

شافعی فقہاء:

بعض فقہا شافعیہ ایسے عضو کی پیوند کاری کے بھی قائل نہیں ہیں جس میں روح نہیں ہوتی (4) البتہ بعض دوسرے فقہاء صرف ان اعضاء کی پیوند کاری کے جواز کے قائل نہیں ہیں جن میں روح ہوتی ہے۔ (5)

مالکی فقہاء:

زندہ انسان سے جدا ہونے والے عضو کی نجاست یا طہارت کے بارے میں مالکی فقہاء میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض اس کی نجاست کے قائل ہیں اور بعض اس عضو کی طہارت کے قائل ہیں۔ جو طہارت کے قائل ہیں ان کے نزدیک عضو کی پیوند کاری جائز ہے (6) جو فقہاء اس عضو کی نجاست کے قائل ہیں، ان میں سے بھی بعض عضو کی پیوند کاری کو جائز سمجھتے ہیں۔ (7)

حنفی فقہاء:

ان کے نزدیک (جدا شدہ) عضو کی نجاست فقط ان اعضاء کے ساتھ مخصوص ہے جن میں روح اور جان ہوتی ہے (8) ان میں سے بعض "ما لا تحله الحيات" عضو کی طہارت کو بطور مطلق قبول نہیں کرتے، بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ کٹا ہوا عضو اس کے مالک کے لیے نجس نہیں ہے (9) بلکہ فقط دوسروں کے لیے نجس ہے۔ ان حنفی فقہاء کی آراء کی بناء پر عضو کی پیوند کاری میں نجاست کی وجہ سے کوئی ہرج نہیں ہے جیسا کہ بحر الرائق میں اس بات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ (10)

حنبلی فقہاء:

زندہ انسان سے جدا ہونے والے عضو کی نجاست کے بارے میں حنبلی فقہاء کے درمیان اختلاف نظر پایا جاتا ہے، البتہ پیوند کاری اور ٹھیک ہونے کے بعد سب پیوند شدہ عضو کی طہارت کے قائل ہیں۔ (11) اس بناء پر ان کے نزدیک مالک کے جسم کے ساتھ دوبارہ عضو کے جوڑنے میں نجاست کے لحاظ سے کوئی مشکل نہیں ہے۔

فقہاء کی آراء سے واضح ہوتا ہے کہ مذاہب خمسہ کے فقہاء کے درمیان جدا شدہ عضو کی صاحبِ عضو کے بدن میں پیوند کاری کے بارے میں اختلاف نظر موجود ہے۔ یہاں تک کہ اس مسئلے میں ایک مذہب کے فقہاء میں بھی اتفاق نظر نہیں پایا جاتا۔ عدم جواز کے قائلین کی بنیادی دلیل اس عضو کی نجاست اور نماز میں اس کا ممنوع ہونا ہے۔

معاصر فقہاء کی آراء:

اسلامی مذاہب کے دور حاضر کے تمام فقہاء مقطوع عضو کے صاحب بدن کے ساتھ پیوند کاری کے جواز پر تقریباً متفق نظر آتے ہیں سوائے (12) شافعی مسلک کے چند فقہاء کے جو ابھی تک اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکے کہ دوبارہ جڑے ہوئے عضو کی برفرض نجاست جڑ جانے اور اس میں دوبارہ روح دوڑنے سے وہ میتہ (مردار) ہونے سے خارج ہو جاتا ہے۔ تقریباً سب مقطوع عضو کے صاحب بدن کے ساتھ پیوند کاری پر متفق ہیں۔ (13) مثال کے طور پر عصر حاضر کی عظیم فقیہ امام خمینیؒ مذکورہ مسئلے کے بارے میں لکھتے ہیں: اگر عضو کی پیوند کاری سے اس میں دوسرے اعضاء کی طرح جان اور روح آجائے تو اب وہ مردار اور نجس نہیں ہے۔ (14)

نماز کی درستگی میں پیوند شدہ عضو کا مانع ہونا دو پہلوؤں سے قابل بحث ہے۔ ایک اس کا نجس ہونا اور دوسرا "مالایؤکل" یعنی گوشت کا حرام ہونا ہے۔

نجاست کی وجہ سے مانع ہونا:

پیوند کاری کے عدم جواز کے قائلین کا استدلال اس بات پر مبنی ہے کہ پیوند شدہ عضو نجس ہے اور نجس عضو کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے، لہٰذا حاکم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب سے اس عضو کو بدن سے جدا کرنا چاہیے۔ جیسا کہ شافعی فقہاء اور بعض امامیہ فقہاء نے اس مطلب کی تشریح کی ہے۔

اس استدلال کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر عضو کو جدا کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب سے ہو تو یہ حاکم کے ساتھ مختص نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس صورت میں تو تمام مسلمانوں کا فریضہ بنتا ہے کہ اسے دوبارہ جدا کردیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ زندہ انسان سے جدا شدہ عضو کی نجاست کے بارے میں جن احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ دو قسم کی ہیں۔ پہلی قسم میں موضوع میتہ (مردار) کی نجاست ہے۔ دوسری قسم میں وہ احادیث ہیں جو بطور خاص مقطوع عضو کے بارے میں بیان ہوئی ہیں اور وہ بتاتی ہیں کہ مقطوع عضو میتہ (مردار) ہے۔

پہلی قسم کی احادیث سے استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ عرفی لحاظ سے زندہ شخص سے جدا شدہ عضو پر میتہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری قسم کی روایات سے (عموم تنزیل کی مدد سے) استدلال کرنا درست ہے۔ البتہ عضو کے دوبارہ جڑنے اور اس میں روح پڑنے کے بعد اس پر جدا شدہ عضو کا عنوان صادق نہیں آتا، لہٰذا اس کا حکم (یعنی نجاست والا حکم) بھی یہاں لاگو نہیں ہوتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ فرض کیا کہ پیوند شدہ عضو کی نجاست ثابت ہے اس صورت میں اس کا مانع ہونا ظاہری اعضاء سے مختص ہے۔ اسی طرح اس کا مانع ہونا اس صورت میں ہے جب یہ " ماتحلّہ الحیاۃ" کے اعضاء میں سے ہو اور ٹھنڈا ہونے کے بعد جوڑا گیا ہو۔ پس یہ دلیل برفرض ثبوت، مدعا سے اخص ہے۔

نجاست کے استصحاب کا شبہہ اور اس کا حل

پیوند کاری سے پہلے کٹے ہوئے عضو کی نجاست یقینی تھی اور اس کے بعد اس کی نجاست کے باقی رہنے میں شک ہے اس صورت میں نجاست کا استصحاب جاری ہوگا۔ اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ پیوند شدہ عضو کی تین حالتیں متصور ہیں، حقیقی طور پر جڑ جانے اور جان پڑ جانے کا یقین، جان نہ پڑنے کا یقین، جڑنے اور جان پڑنے میں شک۔

پہلی صورت میں متیقن قضیے اور مشکوک قضیے میں عرفی طور پر وحدت موجود نہیں ہے۔ یعنی لوگ انہیں ایک قضیہ نہیں سمجھتے۔ کیونکہ متیقن عضو جدا اور فاقد حیات ہے، جبکہ مشکوک عضو جڑا ہوا اور حامل حیات ہے۔ دوسری صورت میں شک لاحق موجود ہی نہیں ہے، یعنی استصحاب کی ضرورت نہیں ہے اور تیسری صورت میں بھی نجاست کے استصحاب کا مقام نہیں ہے، بلکہ موضوع نجاست کا استصحاب جاری ہوگا، چونکہ سببی اصول مسببی پر غالب ہے اگرچہ دونوں کا نتیجہ ایک ہی کیوں نہ ہو۔ پس نجاست کا استصحاب درست نہیں ہے۔

"مالایؤکل لحمہ" کے اعتبار سے ممنوعیّت

بہت ساری روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حرام گوشت جانور کے اعضاء میں نماز صحیح نہیں ہے(15)اور پیوند شدہ عضو حرام گوشت جانور کا جزء ہے۔ بعض معاصر محققین نے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ ان روایات کا تعلق نمازی کے لباس کے ساتھ ہے نہ کہ نمازی کے ہمراہ چیزوں سے جو کہ پیوند شدہ عضو ہے (16) یہ جواب قابل تامل ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں ایسے اجزاء سے نہی کی گئی جو پہننے اور بدن چھپانے کے کام ہی نہیں آتے، جیسے پیشاب، دودھ، بال۔۔۔۔(17)

اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ روایات کی مذکورہ قسم انسان کے جسم کے اجزاء کے بارے میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ایسی احادیث بھی موجود ہیں جو یہ دلالت کرتی ہیں کہ انسان کے اجزاء نماز کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہیں اور اسی طرح پیوند شدہ اعضاء ہیں۔ معصومین علیہم السلام (18) کے

ذریعے منقولہ روایات بھی اسی بات کی تائید کرتی ہیں کہ پیوند شدہ اعضاء نماز کی صحت میں رکاوٹ نہیں ہیں نہ ہی نجاست کے لحاظ سے اور نہ ہی "مالایوکل لحمہ" کے اعتبار سے۔ (19)

دوسری فصل: قصاص کے باب میں اعضاء کی پیوند کاری

اقوال فقہاء:

شیعہ فقہاء: اسلام کے ابتدائی ادوار اور عصر معصومینؑ کے فقہاء اور اسی طرح ان سے متأخر فقہاء "قصاص الطرف" کے مسئلہ میں مقطوع عضو کی پیوند کاری کے جائز نہ ہونے کے قائل ہیں۔ یہاںتک کہ اس میں شیخ طوسیؒ نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے (20) البتہ علامہ حلیؒ کا نظریہ یہ ہے کہ قصاص لینے والا یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ مجرم کے پیوند شدہ عضو کو دوبارہ کاٹ دے (21)۔ معاصر فقہاء کا اس بارے میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ ان میں بعض جیسے امام خمینیؒ (22) جواز کے قائل میں اور بعض دیگر جیسے آیت اللہ خوئیؒ (23) عدم جواز کے قائل ہیں۔

شافعی فقہاء: متقدمین شیعہ فقہاء کی طرح شافعی فقہاء بھی عدم جواز کے قائل ہیں۔ (24)

حنبلی فقہاء: چونکہ حنبلی فقہاء کے نزدیک پیوند کاری کا جواز یا عدم جواز کا معیار اس عضو کی نجاست اور طہارت ہے اور ان کے ہاں پیوند شدہ عضو پاک ہے لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ قصاص کے باب میں عضو کی پیوند کاری جائز ہے۔ (25)

حنفی اور مالکی فقہاء:

پیوند شدہ عضو کی نجاست اور طہارت کے معیار کی بناپر کہا جاسکتا ہے کہ بعض حنفی فقہاء اور تمام مالکی فقہاء کے نظریے کے تحت باب قصاص میں عضو کی پیوند کاری جائز ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک پیوند شدہ عضو پاک ہے جیساکہ گذشتہ فصل میں بیان ہو چکا ہے۔

عدم جواز کے قائلین کے دلائل:

- پیوند شدہ عضو کا نجس ہونا اور مردار ہونا
- اجماع اصحاب
- اسحاق بن عمار کی روایت: "اِنَّمایکون القصاص من اجل الشین" (26)

جواز کے قائلین کے دلائل:

عدم جواز کی ادلہ نا تمام ہیں اور وہ مدعا کو ثابت نہیں کرتیں (چونکہ اجماع کا تحقق ثابت نہیں ہے اور روایت ضعیف ہے (27) لہٰذا قاعدہ برائت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

تحقیق:

اجمالی طور پر قصاص کے باب میں اعضاء کی پیوند کاری کی درج ذیل اقسام ہیں۔

قصاص لینے سے قبل مجروح (مضروب) کے عضو کی پیوند کاری

قصاص لینے کے بعد مجرم کے عضو کی پیوند کاری

قصاص لینے کے بعد مجروح (مضروب) کے عضو کی پیوند کاری

پیوند کاری کی پہلی قسم:

فی الجملہ قصاص کے باب میں مقطوع عضو کی پیوند کاری کے عدم جواز پر مجموعی اعتبار سے تین دلیلیوں کو پیش کیا گیا ہے چنانچہ پیوند شدہ عضو کی نجاست اور طہارت کے بارے میں ہم نے گذشتہ مسئلے میں بحث کی ہے اور ہم نے ثابت کیا ہے کہ اس سے پیوند شدہ عضو مراد نہیں ہے۔ لہٰذا یہ دلیل یکسر مسترد ہے۔

جہاں تک اجماع کا تعلق ہے اگر ثابت بھی ہو تو اس کا پیوند کاری کی دوسری قسم میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اجماع پیوند کاری کی پہلی قسم کو شامل نہیں ہے۔ اسحاق بن عمار کی روایت بالفرض اس کی سند صحیح بھی ہو تو وہ مجرم کے عضو کی پیوند کاری کے متعلق ہے نہ کہ مجروح اور مضروب سے متعلق۔

پیوند کاری کی دوسری قسم:

اس قسم میں اعضاء کی پیوند کاری کے عدم جواز پر اجماع بھی ہے اور اسحاق بن عمار کی روایت بھی بطور دلیل موجود ہے۔ لیکن مذکورہ اجماع قابل استدلال واستناد نہیں ہے چونکہ بالفرض یہ ثابت بھی ہو تب بھی اس میں مدرک اور معیار کا احتمال ہے۔ البتہ مذکورہ روایت دو جہتیوں (سند اور دلالت) سے قابل تحقیق ہے۔ اس کے علاوہ بعض معاصر فقہاء نے مجرم کے عضو کی پیوند کاری کی ممنوعیت پر آیت قصاص سے بھی استدلال کیا ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت مذکورہ مطلب پر انہوں نے بطور دلیل پیش کی ہے:

"وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ" (28)

ترجمہ: "اور ہم نے توریت میں ان پر (یہ قانون) لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت ہیں اور زخموں کا بدلہ (ان کے برابر) لیا جائے، پھر جو قصاص کو معاف کردے تو یہ اس کے لئے (گناہوں کا) کفارہ شمار ہوگا اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلے نہ کریں پس وہ ظالم ہیں۔"

اس آیت مجیدہ سے عدم جواز کے قائلین جیسے آیت اللہ محمود ہاشمی کا استدلال یہ ہے کہ دو مقطوع اعضاء (جرم کی بناء پر اور قصاص کی بناء پر) کے درمیان مقابلہ قطع اور جدائی کے باقی رہنے میں ہے لہٰذا مجرم مقطوع عضو کی پیوند کاری کا حق نہیں رکھتا (29) جواز کے قائلین کا استدلال یہ ہے کہ مذکورہ دو اعضاء کے درمیان مقابلہ قطع اور جدائی کے وقوع ہونے کے لحاظ سے ہے جبکہ مجروح مجرم کے عضو کو کاٹ کر اپنے حق کو استعمال کر چکا ہے لہٰذا اسے دوبارہ اس کے عضو کاٹنے کا حق نہیں ہے۔ (30)

لیکن حق کی بات یہ ہے کہ ان دونوں اعضاء کا آپس میں مقابلہ نہ تو کٹنے کے لحاظ سے ہے اور نہ ہی قطع کے باقی رہنے کے اعتبار سے بلکہ ان کا آپس میں موازنہ نقص و کمی اور جرم کے لحاظ سے ہے، کیونکہ عضو کو عضو کے مقابل قرار دیا گیا ہے اس لیے جتنا مجرم نے جرم کا ارتکاب کیا ہے، مجروح و مضروب کو حق حاصل ہے کہ وہ اس سے قصاص لے۔ یعنی اگر مجرم جس جرم اور ظلم کا مرتکب ہوا ہے وہ فقط حدوث قطع کے لحاظ سے ہے تو مجروح فقط اس کے عضو کو قطع کرنے کا حق رکھتا ہے اور مجرم کے مقطوع عضو کی پیوند کاری کو روکنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر مجرم کا جرم اور ظلم قطع کی بقاء کے اعتبار سے ہے (یعنی مجروح کا عضو ہمیشہ کے لئے کٹ گیا ہے اور دوبارہ نہیں جڑ سکتا) تو اس صورت میں مجروح، مجرم کے عضو کو کاٹنے کے ساتھ اس کی پیوند کاری سے روکنے کا حق بھی رکھتا ہے کیونکہ آیت میں قطع کے واقع ہونے یا باقی رہنے کے پہلو کو بیان نہیں کیا گیا بلکہ بطور مطلق بیان ہوا ہے لہٰذا دونوں جہتوں (حدوث اور بقاء) کو شامل ہے۔

اسحاق بن عمار کی روایت: اسحاق بن عمار نے جعفر سے اور اس نے اپنے باپ محمد بن حسن سے اور اس نے حسن بن موسیٰ خشاب سے اور اس نے غیث بن کلوب سے نقل کیا ہے کہ:

''ان رجلاً قطع من بعض اذن رجل شيئا فرفع ذلك الى على فاقاده، فاخذه الاخر ماقطع من اذنه فرده على اذنه بدمه فالتحمت وبرات فعاد الاخر الى على فاستقاده، امر بها فقطعت ثانية امر بها فدفنت وقال انما يكون القصاص من اجل الشين '' (31)

روایت کی سند: بعض بزرگ علماء جیسے ریاض کے مصنف اور امام خمینیؒ اس کی سند کو ضعیف سمجھتے ہیں۔ظاہراًاس کے ضعف کی وجہ غیاث بن کلوب ہیں جو کہ عامی ہیں اور اس کی توثیق نہیں کی گئی ہے۔

سند کی تصحیح:

فقہائے عظام نے اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا ہے بس فقہاء کا اس پر عمل کرنا اس کی سند کے ضعف کو بر طرف کر دیتا ہے۔لیکن ظاہر میں یہ نظر آتا ہے کہ یہ طریقہ درست نہ ہو؛ کیونکہ قطع نظر اس کے کہ ''فقہاء کا عمل'' ایک معیار کا مسئلہ ہے، اس سے اصحاب کا عمل ثابت نہیں ہوتا کیونکہ کسی روایت سے فتویٰ کی مطابقت سے اس پر عمل اور اس سے استدلال ثابت نہیں ہوتا۔

بالفرض روایت کی سند ضعیف ہو، شیخ صدوق نے اسی روایت کو ''المقنع'' (32) میں بطور مرسل نقل کرتے ہوئے قطعی طور پر اس کی سند کو معصوم تک پہنچایا ہے اور شیخ صدوق کی مراسیل اگر انہیں قطعی طور پر معصوم کی طرف منسوب کیا گیا ہو تو وہ حجت ہیں۔

روایت کا مدلول:

روایت میں مذکورہ سبب (تعلیل) یہ کہتی ہے کہ قصاص کی وجہ صرف وہ عیب اور نقص ہے جو مجروح میں پیدا ہوا ہے اور یہ عیب اور نقص مجرم کے ذریعے ہوا ہے یعنی مجروح کے بدن میں جو عیب یا نقص وجود میں آیا ہے اس کا سبب مجرم ہے اگر یہ فقط حدوت کے لحاظ سے ہے تو مجرم قصاص کے بعد اپنے عضو کو دوبارہ بدن سے جوڑنے کا حق رکھتا ہے لیکن اگر عیب اور نقص ہمیشہ کے لئے ہے تو اس وقت مجروح کی اجازت کے بغیر اسے عضو کی پیوند کاری کا حق حاصل نہیں ہے۔

تیسری قسم:

مجروح مجرم سے قصاص لینے کے بعد اپنے عضو کو دوبارہ اپنے جسم سے جوڑنے کا حق رکھتا ہے البتہ اس صورت میں وہ مجرم کو عضو کی پیوند کاری سے نہیں روک سکتا۔ کیونکہ مجروح کے عضو کی پیوند کاری سے معلوم یہ ہوا ہے کہ مجرم کا جرم فقط حدوث (واقع) ہونے کے لحاظ سے تھا جس کا مجروح نے قصاص لے لیا ہے۔

تیسری فصل

حدود کے اجراء کے بعد عضو کی پیوند کاری

اعضاء کی پیوند کاری کی ایک قسم اس عضو کی پیوند کاری ہے جس پر شرعی حد جاری کی گئی ہے۔ مثلاً کسی شخص کا ہاتھ یا پاؤں چوری یا محارب (دہشت گرد) ہونے کی بناء پر کاٹا گیا ہے کیا اس شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مقطوع عضو کو دوبارہ بدن سے جوڑلے یا نہیں؟

اقوال فقہاء:

متقدمین اور متأخرین فقہاء: اگرچہ گذشتہ علماء کی کتابوں میں اس مسئلہ پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔البتہ گذشتہ ادوار کے امامیہ اور شافعیہ فقہاء نے اعضاء کے قصاص کے مسئلے میں اعضاء کی پیوند کاری کے عدم جواز پر مقطوع عضو کے نجس ہونے اور میتہ ہونے سے استدلال کیا ہے۔اس بناپر یہ کہا جاسکتا ہے کی جس عضو پر حد جاری کی گئی ہے اس کی پیوند کاری کے متعلق بھی ان کا نظریہ عدم جواز ہے۔ لیکن وہ علماء جو مقطوع عضو کو پاک سمجھتے ہیں جس طرح حنبلی اور بعض حنفی فقہاء کا نظریہ ہے، ان کے حوالے سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے نزدیک عضو محدود (جس پر حد جاری کی گئی ہو) کی پیوند کاری جائز ہے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہ عضو محدود کی پیوند کاری کو جائز نہ سمجھتے ہوں۔البتہ نجاست کی دلیل کی بناپر نہیں بلکہ دیگر دلائل کی روشنی میں۔

معاصر فقہاء: ہمارے دور کے علماء کی عام طور پر عدم جواز کی رائے ہے یعنی وہ چور کے ہاتھ کو اسی طرح مقطوع رہنے کا فتویٰ دیتے ہیں (33) یا یہ کہتے ہیں کہ احتیاط یہ ہے کہ چور کا ہاتھ مقطوع رہنا چاہیے۔ (34)

پیوندکاری کے ممنوع ہونے کے دلائل:

پہلی دلیل: چوری کی سزا والی آیت:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" (35)

ترجمہ: "اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، ان کی کرتوت کے بدلے اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔"

بعض علماء کا یہ نظریہ ہے کہ مذکورہ آیت مجیدہ پیوندکاری کی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ اس آیت میں صرف چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم آیا ہے اور اس کے مقطوع رہنے کی قید نہیں لگائی گئی (36) پس ہاتھ کاٹنے کے بعد مولیٰ کا حکم بجالایا گیا ہے اور ہاتھ کے مقطوع رہنے پر فتویٰ کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

یہ استدلال نامکمل ہے کیونکہ یہ بات درست ہے کہ آیت میں کاٹنے کے اثر کو باقی رکھنے کا حکم نہیں ہے بلکہ قطع کا امر آیا ہے لیکن عرفی لحاظ سے حکم اور موضوع کی مناسبت سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فقط قطع کرنے کا حکم نہیں آیا ہے، بلکہ قطع کے اثر کا باقی رہنا یعنی ہاتھ کا مقطوع رہنا بھی حکم میں شامل ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آیت میں "نکال" کا لفظ آیا ہے جو قطع کا مفعول لہ ہے یعنی ہاتھ کاٹنے کا مقصد چور کو سزا دینا ہے اور لوگ (عرف) عقاب اور ثواب سے دائمی ہونا سمجھتے ہیں۔ نہ فقط ایک بار واقع ہونے کو۔ جب تک شارع عرف کو غلط قرار نہ دے اور عرف کے برخلاف رائے کا اظہار نہ کرے عرف کے فہم کی اتباع لازم ہے۔ کیونکہ شرعی احکامات کے مخاطبین عرف (عام لوگ) ہیں اور عرف اس کلام سے دائمی ہونا سمجھتا ہے پس چور کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنا کٹا ہوا ہاتھ دوبارہ جوڑ لے۔

دوسری دلیل: روایات ہیں (37)

پیوندکاری کی ممانعت پر اس حوالے سے روایات سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اگرچہ مطلب کی تائید کے لئے مناسب ہیں۔

جواز کے دلائل:

بعض فقہاء نے اس مسئلے کے جواز پر قاعدہ برائت کا سہارا لیا ہے (38) لیکن عدم جواز کی دلیل کی موجودگی میں قاعدے کی نوبت نہیں آتی۔ رہی اصبغ بن نباتہ کی روایت، جس کے مطابق حضرت علی علیہ السلام نے چور کے ہاتھ کو حد جاری کرنے کے بعد دوبارہ جوڑ کر اصلی حالت میں بدل دیا۔ (39) یہ روایت اگرچہ دلالت کے اعتبار سے مکمل ہے، لیکن سند کے لحاظ سے اس پر اعتراض ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ چور کے ہاتھ کی پیوندکاری جائز نہیں ہے۔

دوسرا حصہ: ایک شخص کے عضو کو دوسرے شخص کے بدن میں لگانا

فصل اوّل: کافر کے عضو کو مسلمان کے جسم میں پیوند لگانا۔

کافر اقسام

کافر ذمی: وہ کفار جن کا اسلامی حکومت سے ذمے کا معاہدہ ہے۔ (40)

کافر عہدی: وہ کفار جنہوں نے اسلامی حکومت کے ساتھ صلح اور جنگ بندی کا معاہدہ کیا ہے۔ (41)

کافر حربی: وہ کفار جن کا اسلامی حکومت سے مذکورہ کوئی بھی معاہدہ نہیں ہے یا انہوں نے معاہدے کو توڑ دیا ہے۔ (42)

اقوال فقہاء:

شیعہ فقہاء: کافر کے بدن سے کسی عضو کو لے کر مسلمان کے بدن میں پیوند لگانا جائز ہے۔(43) اور اس کام کے لیے ان کی اجازت یا وصیت کی ضرورت نہیں ہے(44)

اہلسنت فقہاء: بعض اہلسنت کافر کے اعضاء لینے کو بالکل جائز نہیں سمجھتے(45) بعض دوسرے اس کے جواز کے قائل ہیں البتہ اس کی قیود اور شرائط کے بارے میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔(46)

عدم جواز کی ادلہ:

- قاعدہ "الضرر لایزال بالضرر" اور "الضرر لایزال بمثلہ"(47)
- وہ روایات جو حرام کے ذریعے علاج کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔(48)
- وہ روایات جو بالوں کے جوڑنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔(49)
- میت کے مثلہ کرنے کی حرمت(50)

جواز کے قائلین کے دلائل:

- فقہاء عامہ کے اس فتویٰ پر قیاس کہ مسلمان کی جان کی حفاظت کے لئے کافر کا گوشت کھانا جائز ہے۔(51)
- قاعدہ الزام(52)
- کافر کا احترام نہیں(53)
- قاعدہ اضطرار(54)

تحقیق:

عدم جواز کی ادلہ: پہلی دلیل کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ قاعدے کے بارے میں اور الفاظ بھی بیان ہوئے ہیں جو یہ ہیں۔ "الضرر لایزال بمثلہ" واضح ہے کہ جو ضرر اور نقصان مسلمان کو لاحق ہونے والا ہے وہ اس کی مثل نہیں ہے جو ضرر کافر کو لاحق ہوگا، کیونکہ ایک محترم اور محقوق الدم فرد کو پہنچنے والا ضرر ہے اور دوسرا غیر محترم یا جس کا احترام عرضی ہے اس کو پہنچنے والا ضرر ہے۔ وہ روایات جو حرام سے علاج معالجہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں وہ اکل وشرب (کھانے پینے) کے بارے میں ہیں اور زیر بحث مسئلہ کو شامل نہیں ہیں چنانچہ جب امام علیہ السلام سے علاج کی غرض سے نبیذ (کھجور سے بننے والی شراب) کے پینے کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لاولاجرعة۔۔۔۔" (55) لفظ "جرعه" پینے میں قوی ظہور رکھتا ہے۔

اسی طرح بالوں کے جوڑنے کی حرمت کا تعلق بھی تدلیس اور قوادہ سے ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ مثلاً سعد بن اسکاف کا امام علیہ السلام سے سوال کرنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واصلہ اور مستوصلہ پر لعنت کی ہے۔ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

"ایسا نہیں ہے، بلکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے واسطہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے جو جوانی کے دنوں میں خود زنا کرواتی ہے اور بڑھاپے میں عورتوں کو زنا کے لئے مردوں تک پہنچاتی ہے۔" (56)

جب امام علیہ السلام خود کسی لفظ کے ظاہری معنی کی تأویل فرما دیتے ہیں تو پھر اس بات کا امکان نہیں رہتا کہ روایت اپنے ظاہری معنی بال لگانے پر دلالت کرے۔ علاوہ ازیں بال لگانے کی حرمت سے زیر بحث مسئلہ کی حرمت میں استفادہ کرنے کا لازمہ قیاس ہے جس کا باطل ہونا انتہائی واضح ہے۔ مثلہ کے حرام ہونے پر دلالت کرنے والی روایات کا جواب یہ ہے کہ اولاً یہ دلیل مدعیٰ سے اخص ہے یعنی فقط میت کے متعلق ہے ثانیاً ہمارے زیر بحث

مسئلے میں مثلہ صادق ہی نہیں آتا کیونکہ مثلہ کے معنی اور مفہوم میں مد مقابل کی تحقیر اور انتقام کا جذبہ پوشیدہ ہے جیسا کہ لغت (57) اور تاریخ کی کتب اس مطلب پر گواہی دیتی ہیں۔ وحشی غلام کے ذریعے آنحضرت ﷺ کے چچا کا سینہ چاک کرنا اسی قبیل سے ہے۔(58)

جواز کے دلائل کی تحقیق:

اس بات کے علاوہ کہ قیاس باطل ہے، یہ قیاس، فتویٰ پر قیاس ہے نہ کہ حکم شرعی پر۔ جائز ہونے کی دیگر دلیلیں مکمل ہیں البتہ دائرے کار کے وسیع اور تنگ ہونے کے اعتبار سے آپس میں متفاوت ہیں۔

نتیجہ: کافر کے بدن کا عضو یا جزو حاصل کرنا جائز ہے یہاں تک کہ وہ اعضاء بھی لئے جاسکتے ہیں جن پر زندگی کا دار ومدار ہوتا ہے۔ اس بارے میں اجازت اور وصیت کی ضرورت بھی نہیں ہے سوائے کافر ذمی اور جس سے معاہدہ ہوا ہے جب تک وہ ذمہ کے عہد پر قائم رہے۔ پس کافر کے بدن سے کوئی عضو لے کر مسلمان کے بدن سے پیوند لگانا جائز ہے مگر یہ کہ کوئی اور عذر در پیش ہو۔

فصل دوم: مسلمان کے عضو کی مسلمان کے بدن میں پیوند کاری

پہلا نکتہ زندہ مسلمان کے بدن سے کسی عضو کو کاٹنا:

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے اور سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کے بدن سے کسی ایسے عضو کو کاٹنا جس پر اس کی زندگی کا دار ومدار ہے یعنی عضو لینے سے اس کی موت واقع ہو جائے گی، شرعی طور پر جائز نہیں ہے۔(59) اگرچہ عضو دینے والے نے اس کی اجازت کیوں نہ دی ہو کیونکہ نفس کشی ہر صورت میں حرام ہے اور اس میں اختیاری، اضطراری اور اکراہ کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

البتہ مسلمان کے بدن سے ان اعضاء کے کاٹنے کے متعلق بحث کی جاسکتی ہے جن پر انسان کی حیات کا دار ومدار نہیں ہے جیسے آنکھ، ایک گردہ، ہاتھ یا پاؤں وغیرہ کہ ان کا دوسرے مسلمان کے بدن سے پیوند کاری کرنا جائز ہے یا جائز نہیں ہے؟

اقوال فقہاء:

شیعہ فقہاء: بعض شیعہ فقہاء کا یہ نظریہ ہے کہ مسلمان کے بدن کے اعضاء لینا مطلقاً جائز ہے (60) دیگر فقہاء اعضاء رئیسہ اور غیر رئیسہ میں تفصیل کے قائل ہیں(61) یعنی غیر رئیسہ اعضاء کو حاصل کرنا جائز ہے جبکہ اعضاء ریئسہ اگرچہ اس پر زندگی موقوف نہ بھی ہو تو اس کا حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

اہل سنت کے فقہاء: کچھ کا نظریہ ہے کہ مسلمان کے بدن سے اعضاء حاصل کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے(62) اس کے مقابلے میں بہت سارے علمائے اہل سنت مسلمان کے بدن سے اعضاء لینے کو جائز سمجھتے ہیں۔(63)

عدم جواز کے قائلین کی ادلہ

- قاعدہ ''لاضرر ولاضرار'' (64)
- مجبور کے لئے مسلمان کے گوشت کا کھانا حرام ہے اس سے قیاس(65)
- انسان اپنے اعضاء کا مالک نہیں(66)

جواز کے قائلین کے دلائل:

- ایثار کا ممدوح ہونا(67)
- انسان کا اپنے اعضاء پر حق رکھنا۔(68)
- قاعدہ "الناس مسلطون علی اموالھم وانفسھم" (69)

تحقیق:

عدم جواز کے دلائل میں سے قاعدہ لاضرر استدلال پر پورا نہیں اُترتا، کیونکہ تحقیق کی بناء پر پہلے فقرے "لاضرر" (70) کا مفہوم حکم ضرری کی نفی ہے اور حکم ضرری کی نفی احکام الزامی (واجبات و محرمات) سے مختص ہے اس کا تعلق ترخیصی احکام (مکروہات و مستحبات) سے نہیں ہے کیونکہ احکام ترخیص (اپنے بدن کے کسی عضو کو کاٹ کر پیوند کاری کے لئے دوسرے کو دینے کا جواز) سے جو ضرر وجود میں آتا ہے وہ شارع سے منسوب نہیں ہے کہ اس کی نفی کی جائے۔ دوسرے فقرے "ولاضرار" کا مطلب بھی غیر کو نقصان اور ضرر پہنچانے کی حرمت ہے (71) اب اگر کوئی خود اپنے عضو کو بدن سے جدا کرتا ہے اور ضرورت مند کو دے دیتا ہے تو اُسے قبول کرنے میں کوئی اشکال پیش نہیں آتا۔

دوسری دلیل قیاس ہے، جس کا جواب واضح ہے۔ رہی بات مسلمان کے گوشت کھانے کے حرام ہونے کی تو ممکن اس کی وجہ اس شخص کی عدم رضایت ہو۔ تیسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً مالک نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس کے لئے بدن میں کسی قسم کی دخل اندازی اور تصرف جائز نہیں ہے۔ ثانیاً وہ روایات جن میں مسلمانوں کو سوائے نفس کو ذلیل کرنے (72) کے باقی تمام اختیارات سونپے گئے ہیں، وہ دلالت کرتی ہیں کہ مسلمان اپنے آپ پر ولایت (تصرف کا حق) رکھتے ہیں اگرچہ ان روایات سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی اور انسان کے اپنے بدن میں تصرف کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے ملکیت کا ثابت ہونا لازمی نہیں ہے۔

جہاں تک جواز کی ادلہ کا تعلق ہے اس میں ایثار کا ممدوح ہونا مدعیٰ کی دلیل نہیں بن سکتا، اس سے زیادہ سے زیادہ جو چیز ثابت ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان عام چیزوں اور امور مثلاً کھانے، پینے کی اشیاء وغیرہ میں انسان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دے۔

البتہ قاعدہ "الناس مسلطون" ([73]) جواز پر بھرپور دلالت کرتا ہے۔ یہ بات صرف مسلمانوں سے مخصوص ہے کفار کو شامل نہیں ہے، کیونکہ اس کی تائید کرنے والی ادلہ مومنین سے متعلق ہیں لہٰذا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی حفاظت کے لئے اپنے بدن کا عضو جدا کرکے دوسرے ضرورت مند کو عطا کرسکتا ہے۔

نتیجہ: مسلمان کے بدن سے عضو کا حاصل کرنا جائز ہے اس شرط کے ساتھ عضو کا لینا دینے والے کی موت کو موجب نہ بنے اور دینے والے نے اجازت بھی دی ہو۔

دوسرا نکتہ: مردہ مسلمان سے اعضاء حاصل کرنا:

فقہاء کے اقوال:

بہت سے شیعہ فقہاء مسلمان کی میت سے اعضاء حاصل کرنے کے جائز ہونے کے قائل ہیں اس شرط کے ساتھ کہ زندہ شخص کی زندگی کا دارومدار اس عضو پر ہو۔ بصورت دیگر اعضاء جدا کرنے والا گناہگار ہے اور اس پر دیت ادا کرنا ضروری ہے۔ (74)

بعض تو اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اگر زندہ شخص کی حیات اس عضو پر موقوف نہ ہو تب بھی مسلمان کی میت سے عضو حاصل کرنا جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ مردہ مسلمان نے اپنی زندگی میں اس کی وصیت کی ہو۔ (75)

اہل سنت کے علماء میں سے کچھ کا نظریہ یہ ہے کہ میت سے اعضاء کا لینا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ (76) لیکن بعض دوسرے علماء کی رائے یہ ہے کہ اضطراری صورت میں جائز ہے اسی طرح اگر میت نے خود اس کی وصیت کی ہو یا میت کے ورثاء نے اجازت دی ہو تو پھر جائز ہے۔ (77)

عدم جواز کے قائلین کے دلائل:

- وہ روایات جو میت کے احترام پر دلالت کرتی ہیں (78)

- وہ روایات جو میت کے مثلہ کرنے کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں(79)
- میت کے احکام میں رکاوٹ پیدا ہونا۔(80)

جواز کے قائلین کے دلائل:

- قاعدہ تزاحم(81)
- وہ روایات جو ماں کے پیٹ چاک کرنے اور شکم مادر میں جنین کے ٹکڑے کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔(82)
- وہ روایات جو میت کے دانتوں کو لینے پر دلالت کرتی ہیں۔(83)
- وہ روایات جو انسان اپنے امور کی سپردگی اور اس پر تسلط پر دلالت کرتی ہیں۔(84)

تحقیق:

عدم جواز کے دلائل کے جواب میں یہ کہنا چاہیے کہ مسلمان کی میت کا احترام کوئی نیا احترام نہیں ہے، بلکہ یہ اسی احترام کا تسلسل ہے جس کا وہ اپنی زندگی میں حامل تھا، لہٰذا جس طرح وہ اپنی زندگی میں اپنے بدن کا حصہ کاٹنے کی اجازت دینے کا حق رکھتا تھا اسی طرح اپنی میت سے بھی کسی عضو کو جدا کرنے کی وصیت کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ٹکراؤ کی صورت میں مسلمان کی میت کا احترام مسلمان کی جان کی حفاظت سے زیادہ اہم ہے۔ اس لیے مسلمان کی جان کی حفاظت کو ترجیح دی جائے گی۔ اسی طرح وہ روایات جو مسلمان میت کی مثلہ (لاش کے حصے بخرے کرنا) کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں ہمارے زیر بحث مسئلے سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ احکام میت میں رکاوٹ اس وقت پیش آ سکتی ہے جب میت کے تقریباً تمام اعضاء کو جدا کر کے دوسروں کے ساتھ پیوند لگائیں۔

لیکن صرف دل یا گردے وغیرہ کو نکالنے سے کوئی رکاوٹ اور مانع پیش نہیں آتا۔ علاوہ ازیں جب شریعت کی نگاہ میں میت کے اعضاء کو حاصل کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے تو پھر اس کے لوازم کو بھی برداشت کرنا پڑے گا۔

مسلمان کی میت سے اعضاء حاصل کرنے کے جواز کی جو ادلہ ہیں (قطع نظر اس کے بعض ادلہ متداخل ہوں) وہ مکمل اور پوری ہیں البتہ وسعت اور محدود ہونے کے اعتبار سے اور اجازت کی شرط یا شرط نہ ہونے کے لحاظ سے آپس میں فرق رکھتی ہیں۔

نتیجہ: مسلمان شخص کی میت سے پیوند کاری کے لئے اعضاء کو جدا کرنا جب کسی اور مسلمان کی جان اس پر موقوف ہو مطلق طور پر جائز ہے، لیکن جب مسلمان کی جان کا دار ومدار اس عضو پر نہ ہو تو پھر یہ وصیت کے ساتھ مشروط ہے۔

تیسری فصل: مسلمان کے اعضاء کافر کو لگانا

فقہاء کے اقوال: شیعہ فقہاء میں سے چند معاصر علماء(85) کے نزدیک مسلمان کے عضو کا کافر کو پیوند لگانا جائز ہے اور اس مسئلہ میں عضو لینے والے کا کافر ہونے سے کوئی محذور پیش نہیں آتا مثلاً آیت اللہ محمد مومن قمی لکھتے ہیں:

مسلمان میت کے عضو کو کافر کے بدن سے پیوند لگانے میں کوئی ہرج نہیں ہے جبکہ تمام شرائط کا خیال رکھا جائے یعنی عضو کا عطیہ دینا مسلمان کی رضا اور رغبت سے انجام پایا ہے جس طرح اگر لینے والا مسلمان ہوتا تو اس کے لئے جائز تھا اسی طرح اگر کافر ہو تو بھی جائز ہے۔(86)

اہل سنت علماء میں سے جو مسلمان کے اعضاء کی مسلمان میں پیوند کاری کو جائز سمجھتے ہیں وہ مسلمان کے عضو کی کافر کے بدن میں اس شرط کے ساتھ پیوند کاری کو جائز سمجھتے ہیں کہ وہ کافر حربی نہ ہو۔(87)

ممنوع ہونے کے دلائل:

- آیت نفی سبیل(88)
- وہ روایات جو اسلام کی سربلندی اور برتری پر دلالت کرتی ہیں۔(89)

- کافر ذمی کی پاسداری کا ذاتی اور اصلی نہ ہونا (90)

جواز کے دلائل:

- کافر ذمی اور معاہد کا احترام اور پاسداری۔ (91)
- انسان کے اعضاء اس کی مال کی طرح ہیں۔ (92)
- مومنین کا اپنے نفوس پر ولایت رکھنا اور امور کا تفویض ہونے کی ادلہ۔ (93)

تحقیق:

عدم جواز کے دلائل میں سے آیت نفی سبیل سے استدلال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس آیت کا مفہوم حکمرانی کے حکم کی نفی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شارع (اللہ تعالیٰ) نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس کی بناء پر کفار مسلمانوں پر مسلط ہوں اور حکمرانی کریں اور قاعدہ "لاضرر" کی طرح اس آیت میں بھی حکم کی نفی الزامی (واجب یا حرام) احکام سے مخصوص ہے، کیونکہ سلطنت اور حکمرانی الزامی (واجب) امور اور احکام سے ہے جو شارع سے متعلق ہے لہٰذا مسلمان کا کافر کو اعضاء عطیہ کرنے کا جواز اگر تو اس کے مسلط ہونے کا باعث بنے بھی تو شارع سے مربوط نہیں ہے جب اس کا تعلق شارع سے نہیں تو نفی سبیل اور نفی تسلط والی آیت اس مسئلہ کو شامل نہیں ہوگی۔

اس کے علاوہ مسلمان کے اعضاء میں سے کافر کو کوئی عضو عطا کرنے سے کافر اس مسلمان پر مسلط نہیں ہو جائے گا بلکہ زیادہ سے زیادہ اس کا تسلط اس عضو پر ہوگا جو اس نے مسلمان سے حاصل کیا ہے۔

اسلام کی بلندی اور برتری والی روایت کی سند کو بعض شیعہ فقہاء نے مرسلہ (94) ہونے کی بناء اور بعض اہل سنت علماء نے حسان بن ثابت (95) کی وجہ سے ضعیف شمار کیا ہے، لیکن تحقیق کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے کیونکہ یہ روایت مراسیل کی اس قسم میں سے ہے جو قطعی طور پر معصوم سے نقل ہوئی ہے۔ (96) البتہ اس روایت کا مدلول آیت نفی سبیل کے مدلول کی طرح ہے لہٰذا یہ روایت بھی اپنے مدعیٰ پر دلالت نہیں کرتی۔

جواز کی دلیلیں: ذمی اور جس سے معاہدہ ہوا ہے اس کافر کے محترم ہونے کے حوالے سے ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگرچہ اس قسم کے کافروں کا احترام بالذات نہیں بلکہ بالعرض ہے اور اس جہت سے کافر اور مسلمان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لیکن پھر بھی مسلمان کی حرمت کافر کی حرمت (احترام) کی طرح نہیں ہے کیونکہ کافر ذمی اور معاہدے والے کافر کی حرمت (احترام) کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان انہیں کچھ کہنے کے حقدار نہیں ہیں ان کی جان اور مال محفوظ ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ وہ ان کی ہر بلا اور مصیبت سے حفاظت کریں خواہ وہ قدرتی آفات ہوں یا اس کا سبب وہ خود ہوں۔ بالخصوص جب ان کی حفاظت سے مسلمان کی توہین ہوتی ہو۔

اعضاء کا انسان کا مال شمار ہونا جب تک وہ بدن سے جدا نہ ہوں، مشکل ہے لہٰذا اس ذریعے سے بھی کافر کو اعضاء عطیہ کرنے کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا صرف ایک دلیل اعضاء کو عطیہ کرنے کو جائز ثابت کرتی ہے وہ مومنین کا اپنے آپ پر تسلط اور امور کا ان کے اپنے سپرد ہونا ہے۔

نتیجہ: مسلمان کے اعضاء کو کافر کے بدن سے پیوند کاری کے لئے عطیہ کرنا جائز ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ کلینی، کافی، ج 1، ص 58، باب البدع والرای...، از کتاب فضل العلم

2۔ شیخ طوسی، الخلاف، ج 5، ص 201؛ المبسوط، ج 7، ص 92؛ ابن ادریس حلی، السرائر، ج 3، ص 405؛ شہید ثانی، مسالک الافہام، ج 15، ص 2

3ـ قاضی بن براج، المهذب، ج2، ص480

4ـ شافعی، کتاب الام، ج1، ص71

5ـ محی الدین نووی، المجموع، ج3، ص139

6ـ خطاب رعینی، المواهب الجلیل، ج1، ص142و172؛ ابوالبرکات، الشرح الکبیر، ج1، صص53 . و54و63؛ دسوقی، حاشیة الدسوقی، ج1، ص5

7ـ قرطبی، تفسیر قرطبی، ج6، ص199

8ـ سرخسی، المبسوط، ج1، ص203؛ ابوبکر کاسانی، بدائع الصنائع، ج1، ص63

9ـ حصکفی، درالمختار، ج1، ص224

10ـ ابن نجیم مصری، بحر الرائق، ج1، ص192

11ـ تفسیر قرطبی، ج6، ص199؛ ابن قدامة، المغنی، ج1، ص729؛ بهوتی، کشاف القناع، ج1، ص350؛ ابن رجب، قواعد، ج1، ص313

12ـ برهان الدین سنبهلی، «حکم الشریعة الاسلامیة...»، مجلّه البحوث الاسلامیه، ش2، ج22، 1407.ق

13ـ محمد حسن نجفی، جواهر الکلام، ج42، ص366؛ ابوالقاسم خویی، مبانی تکملة المنهاج، ج2، ص162؛ ناصر مکارم شیرازی، بحوث فقهیة هامة، ص332؛ احمد گزنی، حکم نقل وغرس. الاعضاء، ص15

14ـ امام خمینی، تحریر الوسیلة، ج2، ص544

15ـ وسائل الشیعة، ج4، ص345، باب2، از ابواب لباس مصلی، ح1و7

16ـ عبدالرحمن فقیهی، مقاله «بیع الاعضاء الانسانی»، مجموعه آثار... امام خمینی، مسائل مستحدثه1، ص367

17ـ شیخ حر عاملی، وسائل الشیعة، ج4، ص345، ح4

18ـ قطب الدین راوندی، الخرائج والجرائح، ج1، ص50؛ بیاضی، الصراط المستقیم، ج1، ص52؛ واقدی، المغازی، ج1، ص83

19ـ وسائل الشیعة، ج4، ص345، ح1و2

20ـ شیخ مفید، المقنعة، ص761؛ ابوصلاح حلبی، الکافی فی الفقه، ص388؛ شیخ طوسی، المبسوط، ج7، ص92؛ قاضی بن براج، جواهر الفقه، ص216؛ ابن ادریس حلی، السرائر، ج3، ص405؛ علامه حلی، قواعد، ص639.

21ـ علامه حلی، تحریر الاحکام، ج2، ص258

22ـ تحریر الوسیلة، ج2، ص544

23ـ مبانی تکملة المنهاج، ج2، ص162

24ـ کتاب الام، ج6، ص56؛ نووی، روضة الطالبین، ج7، ص70

25ـ کشاف القناع، ج1، ص350؛ المغنی، ج9، ص423؛ تفسیر قرطبی، ج6، ص199

26ـ وسائل الشیعة، ج29، ص185، باب23، از ابواب قصاص الطرف، ح1

27ـ تحریر الوسیلة، ج2، ص545؛ حسین حبیبی، مرگ مغزی و پیوند اعضاء...، ص88

28ـ مائده، آیت45

29ـ سید محمود هاشمی، «پیوند عضو پس از قصاص»، ص19 - 18، مجلّه فقه اهلبیت (ع)، ش16. زمستان 1377

30ـ ایضاً

31ـ وسائل الشیعة، ج29، ص185، باب23، از ابواب قصاص الطرف، ح1

32ـ شیخ صدوق، المقنع، ص518

33ـ محمد مؤمن قمی، کلمات سدیدة فی مسائل جدیدة، ص193

34ـ سید عبدالاعلی سبزواری، مهذب الاحکام، ج28، ص104؛ محسن خرازی، «زراعة الاعضاء»، عربی)، ص63، ش21، 1422ق(مجله فقه اهل بیت)

35ـ مائده، آیت38

36ـ عربی)، ص63) ، مهذب الاحکام، ج28، ص104؛ «زراعة الاعضاء»، مجلّه فقه اہل بیت. 38 . ش21

37ـ وسائل الشیعة، ج28، ص258، باب5، از ابواب حد سرقت، ح1

38۔ مہذب الاحکام، ج28، ص193

39۔ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج40، ص282 - 281

40۔ تحریر الوسیلۃ، ج2، ص507 - 497؛ المغنی، ج10، ص520

41۔ شیخ طوسی، المبسوط، ج2، ص58؛ شیخ سید سابق، فقہ السنۃ، ج2، ص659

42۔ حسینی خامنہ ای، قرار داد ترک مخاصمہ وآتش بس؛ روضۃ الطالبین، ج7، ص471

43۔ امام خمینی، تحریر الوسیلۃ، ج2، ص624؛ ابو القاسم خوئی، منہاج الصالحین، ج1، ص427

44۔ کلمات سدیدۃ فی مسائل جدیدۃ، ص176

45۔ حکم الشریعۃ الاسلامیۃ...»، مجلّہ البحوث الاسلامیہ، ش2، ج22، 1407ق

46۔ محمد رمضان بوطی، قضایا فقہیۃ معاصرۃ، ص119

47۔ حکم الشریعۃ الاسلامیۃ...»، مجلّہ البحوث الاسلامیۃ، ش2، ج22، 1407ق

48۔ اشعث سجستانی، سنن ابن داود، ج2، ص223

49۔ نووی، صحیح مسلم بشرح نووی، ج14، ص102

50۔ نور الدین ہیثمی، مجمع الزواید، ج6، ص249

51۔ قضایا فقہیۃ معاصرۃ، ص119

52۔ محمد قائینی، المبسوط...، ج1، ص142

53۔ کلمات سدیدۃ فی مسائل جدیدۃ، ص176

54۔ محمد قائینی، المبسوط...، ج1، ص141

55۔ وسائل الشیعۃ، ج25، ص343، باب20، از ابواب اشربۃ المحرمۃ، ح1

56۔ ایضاً، ج17، ص133، باب19، از ابواب ما یکتسب بہ، ح3

57۔ ابن منظور، لسان العرب، ج11، ص615؛ راغب اصفہانی، مفردات الفاظ قرآن، ص463

58۔ یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج1، ص47؛ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج4، ص42

59۔ کلمات سدیدۃ...، ص166؛ قضایا فقہیۃ معاصرۃ، ص118

60۔ کلمات سدیدۃ...، ص166

61۔ منہاج الصالحین، ج1، ص426

62۔ عبد الفتاح محمود ادریس، حکم التداوی...، ص137؛ عبد السلام سکری، نقل وزراعۃ الاعضاء ۔ ص134

63۔ قضایا فقہیۃ معاصرۃ، ص118؛ حکم نقل وغرس الاعضاء، ص46

64۔ عربی)، ص62، ش20، 1421ق G (زراعۃ الاعضاء»، مجلّہ فقہ اہل بیت((

65۔ حکم التداوی...، ص137

66۔ نقل وزراعۃ الاعضاء، ص134

67۔ عبد اللہ بسام، زراعۃ الاعضاء الانسانیۃ، ص13؛ قضایا فقہیۃ معاصرۃ، ص118

68۔ یوسف قرضاوی، «رای فی موضوع زرع الاعضاء»، مجلّہ الفکر الاسلامی، ص16 - 12. ش18، جمادی الاولی1

69۔ کلمات سدیدۃ...، ص164 - 163

70۔ کلینی، کافی، ج5، ص292؛ احمد بن حنبل، مسند احمد، ج5، ص327

71۔ ابو القاسم خوئی، موسوعۃ الامام الخوئی، مصباح الاصول، ج40، ص616 - 608

72۔ وسائل الشیعۃ، ج16، ص156، باب12، از ابواب امر و نہی، ح1و2و3

73۔ ایضاً

74۔ تحریر الوسیلۃ، ج2، ص624؛ منہاج الصالحین، ج1، ص426

75- حسینی خامنه ای، اجوبة الاستفتائات، ج 2، ص76

76- نقل وزراعة الاعضاء، ص216

77- حکم التداوی...، ص142

78- وسائل الشیعة، ج12، ص265، باب142، از ابواب احکام العشره، ح12 - 1

79- ایضاً، ج15، ص58

80- حکم الشریعة الاسلامیة، ص270

81- عبیدالله اسدی، «زرع الاعضاء الانسانیة»، ص255، مجلة البحث الاسلامی، ش3، 1409ق

82- وسائل الشیعة، ج2، ص471، باب46، از ابواب الاحتضار، ح5

83- شیخ صدوق، من لایحضره الفقیه، ج1، ص73

84- وسائل الشیعة، ج16، ص156، باب12، از ابواب امر ونهی، ح1و2و3

85- بحوث فقهیة هامة، ص335

86- کلمات سدیدة...، ص177

87- قضایا فقهیة معاصرة، ص124؛ «رای فی موضوع زرع الاعضاء»، مجلّه الفکر الاسلامی، ص18، ش18، جمادی الاولی 1410

88- نساء، آیه 141

89- من لایحضره الفقیه، ج4، ص334، باب میراث اهل الملل؛ محمد اسماعیل بخاری، صحیح ، بخاری، ج2، ص96

90- مسالک الافهام، ج12، ص125

91- ایضاً

92- رای فی موضوع زرع الاعضاء»، مجلّه الفکر الاسلامی، ص18، ش18، جمادی» . الاولی 1410

93- وسائل الشیعة، ج29، ص356، باب48، از ابواب دیات الاعضاء، ح1 و ج16، ص156 . باب 12، از ابواب امر ونهی، ح1و2و3

94- محمد کاظم مصطفوی، مئة قاعدة فقهیة، ص294

95- محی الدین نووی، المجموع، ج19، ص441

96- من لایحضره الفقیه، ج4، ص334، باب میراث اهل الملل روایت قصاص پیوند عضو بدن